Rohtas Mahila College , Sasaram

Dr Shahla Bano

Dept of Urdu

Course:-BA part 2 (Hons) paper 3rd (2019-20)

Topic :- Ghayaas Ahmad Gaddi ki Afsana nigari

Scanned with CamSca

غیاث احمد گدی ایک بڑے فنکار، سچے ادیب اور اچھے افسانہ نگار تھے۔ اصل نام غیاث احمد تھا۔ گدی خاندان سے تعلق کی بنا پر قلمی نام غیاث احمد گدی اختیار کرلیا۔ ان کے والد احمد گدی، مسلمان گوالہ تھے۔ گائے، بھینس پالنا اور دودھ بیچنا اُن کا آبائی پیشہ تھا۔

غیاث احمد گدی کی پرورش ان کے چچا، جناب حبیب گدی نے کی تھی۔ اُن کی پیدائش ۱۷ فروری ۱۹۲۸ء کو جھریا (صوبہ جھارکھنڈ) میں ہوئی۔ غیاث احمد گدی رسمی تعلیم سے محروم رہ گئے۔ صرف پانچویں جماعت تک تعلیم حاصل کی تھی۔ اس لئے اردو تحریریں تو پڑھ لیتے تھے لیکن انگریزی تحریروں سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ حالانکہ اُن کے بڑے بھائی B.A پاس تھے اور اُن کا چھوٹا بھائی الیاس احمد گدی مشہور افسانہ نگار رہے۔

غیاث احمد گدی نے اپنی تعلیمی لیاقت کو ذاتی مطالعہ کے ذریعہ پروان چڑھایا وہ اپنے زمانہ کے مشہور افسانہ نگاروں کے افسانوں کو پڑھنے اور سمجھنے اور اُن سے محظوظ ہونے کی خداداد صلاحیت رکھتے تھے۔ ذوقِ مطالعہ کی تکمیل کے لئے ادبی رسالے اور اہم اخبارات خریدتے تھے۔ غیاث احمد گدی کے والد نے جھریا شہر کے اہل علم حضرات کے تعاون سے ایک اردو لائبریری قائم کرلی۔ اس لائبریری میں کرشن، چندر، راجندر سنگھ بیدی، سعادت حسن منٹو، عصمت چغتائی، احمد ندیم قاسمی اور ممتاز مفتی جیسے افسانہ نگاروں کے افسانوی مجموعے، شائقین ادب کی، ادبی پیاس بجھانے کے لئے دستیاب تھے۔

غیاث احمد گدی، معمول کے مطابق، روزانہ صبح وشام دودھ کی بالٹیاں لے کر گھر سے نکلتے تھے۔ گاہکوں کے گھر دودھ پہنچانا اُن کی ذمہ داری تھی۔ لیکن وہ اپنی بصیرت سے کام لے کر انسانوں کے چہرے کا مطالعہ کرتے اور اپنے گرد وپیش کے ماحول کو سمجھنے کی کوشش کرتے تھے۔ اکثر اُن کے دوست واحباب بھی دودھ فروشی کے وقت، ان کے ہاتھ کی بالٹیاں لے کر، محض تفریح طبع کے لئے ہم

Scanned with CamSca

راہی بن کر ساتھ ساتھ چلتے تھے۔ اسی وقت وہ غیاث احمد گدی سے راستہ چلتے چلتے ادبی موضوعات پر بصیرت آموز گفتگو سنتے تھے۔

غیاث احمد گدی اپنی مشغولیت اور کام کاج کی نوعیت کے لحاظ سے زیادہ تر قمیص اور لنگی پہنتے تھے۔ مزاجاً معتدل تھے۔ پان کھاتے اور سگریٹ پیتے تھے۔ مگر ان میں سے کسی چیز کے عادی نہ تھے۔ تفریح طبع کے لئے کبھی کبھار فلم دیکھ لیتے تھے۔

ان کی ازدواجی زندگی خوشگوار نہیں تھی لیکن اُن کو گوارا ضرور تھی۔ شاید ان کی علمی مشغولیت اور ذوقِ مطالعہ کے انہماک کو دیکھ کر اُن کی اہلیہ شاکی تھی۔

غیاث احمد گدی کی ادبی سفر کی شروعات شہر جھریا صوبہ جھارکھنڈ سے ہوئی۔ اُس وقت وہاں کا ماحول بالکل غیر ادبی تھا۔ ان کی پہلی کہانی ''دیوتا'' تھی جو لاہور سے شائع ہونے والے رسالے ''ہمایوں'' کے ستمبر ۱۹۴۷ء کے شمارے میں چھپی تھی۔

غیاث احمد گدی اپنے پیشے میں نہایت مشغول رہتے تھے۔ دن میں اُن کا زیادہ تر وقت گائے بھینس کی نگرانی میں اور دودھ دوہنے اور بیچنے میں صرف ہو جاتا تھا۔ ان تمام مصروفیتوں کے باوجود، وہ رات کے وقت لکھنے اور مطالعہ کے لئے نکال لیتے تھے۔ اُن کا خاندانی ماحول اُس وقت بالکل غیر ادبی تھا۔ لیکن وہ متعدد مزاحمتوں کے باوجود ادبی اور تخلیقی کاموں میں مصروف رہے۔

غیاث احمد گدی نے اپنے آس پاس کے افراد کی زندگی کا مطالعہ، اُن کے دُکھ سکھ، اُن کی آرزوؤں، معاشی الجھنوں، سیاسی اور سماجی مسائل کو اپنے افسانوں میں پیش کیا ہے۔ ان کے تجربات کی جھلک ہم افسانے ''ڈوب جانے والا سورج''، ''دیمک'' اور افسانہ ''جوہی کا پودا اور چاند'' میں دیکھتے ہیں۔

غیاث احمد گدی کے افسانوی کردار میں گردوپیش کے انسان ہوتے ہیں۔ ان کی کہانیوں میں انسانیت کا درد، کربِ آگہی اور عرفان ذات و کائنات کی معراج ملتی ہے۔ وہ جھریا کے مسلم گدیوں کے ماحول کے فرد تھے۔ اس سے وہ گہرے طور پر وابستہ تھے۔ گدی معاشرہ کی اجتماعی جھلک اُن کے افسانوں میں ملتی ہے۔ دوسری طرف جھریا کی مقامی فضا، ماحول اور استحصال کے شکار محنت کش طبقہ کے افراد برابر ان کے افسانوں میں جگہ پاتے رہے ہیں۔ ان کے بیشتر افسانوں میں غربت و افلاس کے نتیجے میں انسانی مقدّر اور اُس کی مجبوریاں، ان کے معاشرتی اور مقامی ماحول کے حوالے سے آئی ہیں۔

Scanned with CamScanner

بقول کلام حیدری:

''زندگی نے غیاث احمد گدی کو بہت سی چیزوں سے محروم رکھا مگر وہ زندگی کے نہال خانوں کے لئے اجنبی نہیں رہے، وہ اپنی خلوتوں میں رہ کر بھی اونچا مقام حاصل کیا۔ انسانی زندگی کے اسرار و رموز تک ان کی رسائی حیرتناک تھی''۔

غیاث احمد گدی کو مقبولیت، ان کی تخلیقی اقدار کے سبب ہیں۔ وہ اپنے لکھے ہوئے الفاظ کے سبب زندہ رہیں گے۔ ان کی مقبولیت اُس وقت تک باقی رہے گی جب تک ہماری اردو زبان اور ہماری تہذیب زندہ رہے گی۔

Scanned with CamSca